الفاظِ طلاق سے متعلقہ اُصولوں کی تفہیم وتشریح

(گیارہویں قسط)

مفتی شعیب عالم

سولہواں فائدہ

دلالتِ حال سے وقوع طلاق؟

کنایہ اگر صریح نہ ہو تو اس سے طلاق کا وقوع نیت یا دلالت پر موقوف رہتا ہے۔ مذہب حنفی اس سلسلے میں بالکل واضح ہے اور ماقبل میں تفصیل کے ساتھ اس کا بیان ہو چکا ہے، مگر خلافت عثمانیہ نے اپنی خلافت کے آخری ایام میں غیر صریح کنایہ سے طلاق کا وقوع صرف نیت کے ساتھ مشروط کر کے دلالت حال کو غیر معتبر قرار دے دیا تھا۔ زیر نظر سطور میں اس قانون کا جائزہ لیا جائے گا اور مقصود اس جائزے سے دلالت کی بحث کو جامع بنانا اور اس کے مختلف گوشوں کو واضح کرنا اور اہل علم کو اس پہلو سے غور وفکر کے لیے متوجہ کرنا ہے۔

مجلة الأحكام العدلية

انیسویں صدی کے وسط میں خلافت نے اہم نوعیت کے کئی قوانین نافذ کیے، جن میں ''قانون الجزاء'' اور ''قانون أصول المحاكمات الحقوقية والجزائية'' قابل ذکر ہیں۔ خلافت نے فقہ حنفی کو سرکاری حیثیت سے اختیار کیا تھا اور اس کی تنفیذ کے لیے شرعی عدالتیں قائم تھیں، جب کہ وضعی قوانین کے نفاذ کے لیے خلافت نے ایک نیا نظام ''مجالس تمیز حقوق'' کے نام سے متعارف کرایا تھا۔ ''مجالس تمیز حقوق'' شرعی عدالتوں کے ماتحت ایک عدالتی نظام تھا اور اس کے عام ارکان براہِ راست فقہ اسلامی سے واقفیت نہیں رکھتے تھے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ جب ان ماتحت عدالتوں کے فیصلے بالائی عدالتوں میں پیش ہو کر مسترد ہو جاتے تو وضعی اور شرعی قوانین کے مابین اختلاف اور تضاد وتصادم کھل کر سامنے آجاتا اور خود ان عدالتوں کے حکام کے درمیان تناؤ اور کشیدگی کی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔

تجارتی وکاروباری معاملات کے سلسلے میں بھی خلافت کو اسی نوعیت کی دشواری درپیش تھی۔ اگر

گی کہ شوہر کے الفاظ سے ایک ایسا معنی کشید کیا گیا ہے جس کا خود شوہر نے ارادہ نہیں کیا ہے۔

اس کے علاوہ ہمارے معاشرے میں طلاق کے مسائل میں S صاً طلاق کے وقوع اور عدم وقوع کے بارے میں عدالتوں سے رجوع کا رDن بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ لوگ مفتیان حضرات سے رجوع کرتے ہیں اور مفتی کا اصل منصب دیانت پر فتوی ہے۔ دلالت حال پر فتوی اپنے اصل کے لحاظ سے مفتی کا نہیں بلکہ قاضی کا منصب ہے۔ اس لیے اگر دلالتِ حال کی بنا پر طلاق کے وقوع کو قاضی کا منصب قرار دیا جائے، جیسا کہ حقیقت میں بھی اسی کا منصب ہے اور مفتی کو دیانت پر فتوی کا پابند بنا دیا جائے تو اہل افتا اس سے کسی ایسے شرعی حق سے محروم نہیں ہوتے جو شریعت نے انہیں بخشا ہو۔

طلاق کے الفاظ میں سے کنایات اور کنایات میں وہ کنایہ الفاظ جو صریح نہیں ہیں، ان کا فہم اور تطبیق خود علما وفضلا کے لیے بھی نہ صرف مشکل بلکہ بہت مشکل ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے، لیکن بہر حال حقیقت ہے اور اسے تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں۔ خلافت کے بنائے ہوئے قانون میں اہل علم کو بڑی سہولت ہے، کیوں کہ اس قانون کی رو سے کنایات اور احوال کی تقسیم کی ضرورت نہیں رہے گی اور طلاق کا وقوع صرف صریح یا نیت سے ہوگا اور اس کا عملی نتیجہ ہمارے معاشرے میں اس طرح ظاہر ہوگا کہ کنایہ الفاظ سے طلاق کا وقوع لفظ حرام، آزاد اور چھوڑ دیا وغیرہ تک محدود ہو جائے گا اور جو غیر صریح کنایہ ہیں ان میں شوہر کی نیت لازم ہوگی۔

قانون سازی جیسے سنجیدہ اور خالص علمی بحث میں اس جیسی نکتہ طرازی اور دقیقہ سنجی کو شاید Øافت طبع اور لطافت حس پر محمول کر کے نظر انداز کر دیا جائے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مشایخ نے حیض وغیرہ کے مسائل میں بعض اقوال کو اس وجہ سے بھی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے کہ ان کے فہم میں سہولت اور ضبط میں آسانی ہے اور اس سے زیادہ سچی حقیقت یہ ہے کہ سہولت کے لیے وجوہِ ترجیح تلاش کرنا ہی ضروری نہیں ہے، کیوں کہ سہولت خود وجہ ترجیح ہے۔

تردیدی دلائل

یہاں تک سلطنت عثمانیہ کے بنائے ہوئے ایک ایسے قانون کا ذکر تھا جس میں دلالت حال کو غیر معتبر قرار دیا گیا تھا اور اس کی تائید میں محض رائے کے درجے میں چند طالب علمانہ گزارشات بھی کی گئیں۔ اب ہم مسئلے کا دوسرے پہلو سے جائزہ لیتے ہیں، کیوں کہ مقصود فیصلہ نہیں، بلکہ مسئلے کا ہر پہلو سے جائزہ ہے۔

کنایہ اگر صریح نہ ہو تو اس سے طلاق کا وقوع نیت یا دلالت پر موقوف رہتا ہے۔ یہی مذہب حنفی ہے، اسی پر فتوی ہے اور اس پر تمام حنفی فقہاء کا اتفاق ہے اور متون وشروح اور فتاوی وحواشی سب میں اس کی صراحت ہے۔ دلالت حال کا اعتبار نہ کرنے سے مذہب حنفی کی صریح مخالفت لازم آئے گی اور اس مخالفت کا عملی نتیجہ یہ نکلے گا کہ طلاق کا وقوع صرف صریح اور نیت میں منحصر ہو جائے گا اور دلالت کی بحث اور اس کے تحت فقہاء کی نکتہ سنجیاں اور دقیقہ رسیاں سب کی سب اعتاق اور تدبیر کے مسائل کی طرح

محض کتابوں کی زینت رہ جائیں گی۔

خلافت عثمانیہ کے قانون ساز ادارے نے مذکورہ قانون کو سند جواز فراہم کرنے کے لیے یہ دلیل دی ہے کہ دلالت کا اعتبار کرنے سے شوہر کے کلام سے ایک ایسے معنی کا استنباط لازم آتا ہے جس کا شوہر نے قصد نہیں کیا ہے۔ یہ دلیل اس اطلاق کے ساتھ درست نہیں معلوم ہوتی۔ یہ تو درست ہے کہ کسی لفظ سے ایسا معنی برآمد کیا جاسکتا ہے جس کی لفظ میں گنجائش ہی نہ ہو، نہ ہی کلام کو متکلم کے خلافِ مقصود معنی پہنائے جاسکتے ہیں، مگر دلالت حال میں لفظ سے متکلم کی منشا کے خلاف معنی مراد لیا جاتا ہے، ایسا ہرگز تسلیم نہیں، کیوں دلالت کے مسئلے میں لفظ کے اندر معنی کی گنجائش ہوتی ہے، البتہ وہ معنی شوہر کا مقصود ہے یا نہیں؟ اس بارے میں دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اور دلالت کی صورت میں قرینہ اس بات کی کافی دلیل ہوتا ہے کہ شوہر کی مراد طلاق ہے۔ کنایہ کی حقیقت ہی یہ ہے کہ شوہر خاص ماحول میں خاص طرح کے الفاظ استعمال نہ کرے، بصورتِ دیگر شریعت طلاق کا قیاس کرنے میں حق بجانب ہوگی۔ اس تنبیہ کے بعد جب شوہر ایک خاص قسم کے ماحول میں ایک ذومعنی لفظ استعمال کرتا ہے تو طلاق اور غیر طلاق کا مساوی قیاس پیدا ہوجاتا ہے، مگر قرینہ کی موجودگی سے ماحول شوہر کے خلاف بن جاتا ہے اور یہ قیاس غلبے کے ساتھ ابھر جاتا ہے کہ شوہر نے طلاق ہی کی نیت سے کنایہ کا استعمال کیا ہے۔ اس لیے یہ بالکل معقول ہے کہ جس طرح شوہر کے اظہار و بیان سے اس کی نیت ثابت ہوتی ہے، اسی طرح شواہد و آثار اور قرائن و علامات سے بھی اس کی نیت اخذ کی جاسکتی ہے۔ ظاہری نگاہ میں یہ اصول کچھ بھیانک اور خوفناک معلوم ہوتا ہے کہ دلالت حال سے بھی نیت برآمد کی جاسکتی ہے، مگر فقہاء نے اس اصول کی اتنی سخت تعبیر کی ہے کہ عملی طور پر کنایات سے طلاق کا وقوع بہت مشکل ہوجاتا ہے۔

مذکورہ قانون کے جواز پر مقنّنہ نے دوسری دلیل یہ دی ہے کہ شوہر کے قصد کے برخلاف طلاق کے وقوع سے عائلی زندگی سخت متاثر ہوتی ہے اور خاندانی نظام برباد ہوکر رہ جاتا ہے، مگر شریعت اس کے قصد کے برخلاف طلاق کے وقوع کا حکم نہیں کرتی، بلکہ صرف اس کے قصد کو اس پر لازم کردیتی ہے۔

ایک اور پہلو سے دیکھا جائے تو دلالت کو نیت کے قائم مقام قرار دینے میں بڑی حکمت پوشیدہ نظر آتی ہے۔ کنایہ الفاظ کی فہرست پر ایک نگاہ ڈال لی جائے تو ہر لفظ زہر میں بجھا ہوا تیر محسوس ہوتا ہے، بھاڑ میں جا، دفع ہوجا، جہنم میں جا، چاروں راستے کھلے ہوئے ہیں، مجھے تیری ضرورت نہیں، اس قسم کے الفاظ روح کو گھائل اور جذبات کو سخت مجروح کرتے ہیں، جس کا لازمی نتیجہ ناچاقی اور تلخی اور ازدواجی زندگی کی ناکامی کی صورت میں نکلتا ہے، اگر شوہر کو یہ ضمانت مل جائے کہ گول مول الفاظ سے اس وقت تک طلاق نہیں ہوگی جب تک وہ خود طلاق کی نیت کا اظہار نہیں کرے گا تو وہ اسی طرح چبھن اور کاٹ کے الفاظ استعمال کرتا رہے گا اور بیوی کے پاس سوائے گھلنے، گھٹنے اور کڑوے گھونٹ پینے کے اور کوئی چارہ نہ ہوگا۔

اس کے علاوہ ایک اور پہلو سے بھی یہ مسئلہ غور وفکر چاہتا ہے۔ اگر شوہر تین مرتبہ طلاق کے صریح الفاظ استعمال کرے اور اپنی نیت تاکید کی بیان کرے تو اس کے کلام میں تاکید کی گنجائش ہوتی ہے اور ازروئے دیانت اس کی نیت کا اعتبار بھی ہوتا ہے، مگر پھر بھی فتوی دیانت پر نہیں بلکہ قضا پر بھی دیا جاتا ہے، اس کی وجہ سوائے فسادِ زمانہ کے اور کوئی نہیں کہ دیانت کا پست معیار اور اہل زمانہ کے احوال مفتی کو قضا کی سرحد میں قدم رکھنے پر مجبور کرتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اگر شوہر کی نیت پر مدار رکھا جائے اور اسے اس بارے میں امین تصور کیا جائے تو پھر یہ اصول وسعت چاہے گا اور معاملہ صرف دلالت تک محدود نہیں رہے گا، بلکہ علت کے اشتراک کی وجہ سے بہت مسائل میں شوہر کی نیت کا اعتبار کرنا ہوگا۔

دلالتِ حال کی تائید وتردید اور حمایت ومخالفت اور اس ضمن میں سلطنت عثمانیہ اور برادر اسلامی ممالک میں رائج قوانین کے تذکرے سے مقصد یہ تھا کہ ہمارے دیار میں بھی اگر دلالت کو نیت کے قائم مقام قرار دینے میں کوئی تنگی اور دشواری ہے اور اہل علم کی جماعت خلوص کے ساتھ سمجھتی ہے کہ کسی دیگر مذہب میں یسر وسہولت اور مصالح شرعیہ کا احیاء ہے تو حالات ومقتضیات کی رعایت رکھتے ہوئے کسی دوسرے مذہب کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں گفتگو کا محور اور دلائل کا موضوع صرف یہی ایک امر ہونا چاہیے کہ ہمارے ہاں دلالت حال کا اعتبار کسی مصلحت شرعی کے فوت کا باعث بن رہا ہے یا نہیں؟ حصر کے ساتھ گفتگو کو اس نقطے میں مرکوز کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آج کل بعض اہل قلم ائمہ اربعہ کے درمیان بھی محاکمہ کرنے چل پڑتے ہیں اور اپنے فہم میں دلائل کی بنا پر ایک امام کے قول کو دوسرے پر ترجیح دینے لگتے ہیں، اگر یہ رسم یہاں بھی عام ہوگئی تو پھر مذہب کے بنیادی ستون بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔

حوالہ جات

١ :......مجلة الأحكام العدلية ،ص:٨٧، ط:دارابن حزم، سن ١٤٢٤ھ۔

٢ :......قرار حقوق العائلة فى النكاح المدنى والطلاق: النكاح. التفريق على مجلة الأحكام العدلية، ص:٥١٣، ط:دارابن حزم ۔

٣ :......الكتاب الثانى فى الافتراق ٥٣٤،الطبعة الاولى ١٤٢٤ھ دارابن حزم،بيروت۔

٤ :......فرق الزواج فى المذاهب الإسلامية للعلامة الشيخ على الخفيف، تحت عنوان الكناية فى الطلاق وحكمها: الطبعة الأولى،١٠٣ ، ط:دارالفكر العربى، القاهرة ، مصر ۔

٥ :......قانون الأحوال الشخصية لسنة(٢٠١٠)الباب الرابع انحلال عقد الزواج ،الفصل الأول الطلاق ،مادة:٤٨۔

(جاری ہے)